وہ جن کو نالۂ دل پر گمانِ نغمہ ہوتا تھا
وہی اب غم پسندِ درد ساماں ہیں میں کیا جانوں

جنھیں میری حدیثِ غم کا سننا بارِ خاطر تھا
وہی گاتے مرے اشعارِ سوزاں ہیں میں کیا جانوں

مزاج لااُبالی اور وہ عہدِ شباب اُن کا
پئے پوشیدگی جیب و داماں ہیں میں کیا جانوں

جو تقدیرِ محبت تھی نہ تھا ممکن اسے ٹلنا
وہ ناداں ہیں جو محجوب و پشیماں ہیں میں کیا جانوں

وہ مجھ سے پوچھتے ہیں ہائے یہ کیا ہو گیا مجھ کو
یہ اسرار و رموزِ چرخِ گرداں ہیں میں کیا جانوں

غزل

از

(جناب شارق میرٹھی ایم - اے)

تجھے کیا خبر تجھے کیا پتہ، کہ کہاں کہاں سے گزر گئے
یہ مکان کیا ترے شوق میں حدِ لامکاں سے گزر گئے

کبھی یہ ہوا کہ نہ پا سکے، ترا قرب تیرا نشانِ در
کبھی بے خودی سجود میں، ترے آستاں سے گزر گئے

یہ وہ راز ہے نہ سمجھ سکے، جسے اہلِ آگہی آج تک
جو تری پناہ میں آ گئے، غمِ دو جہاں سے گزر گئے

یہ جہان تیرہ و تار کیا، یہ فریبِ رنگِ بہار کیا
ملی روشنیٔ یقیں انھیں، جو ہر اک گماں سے گزر گئے

نہ فریب ہو وہ سمجھ سکے، نہ حجابِ رنگ اٹھا سکے
جو بچا کے ذوقِ نگاہ کو، سرِ گلستاں سے گزر گئے

کہیں سوز و سازِ سرور ہے، کہیں شانِ جلوۂ طور ہے
وہیں ایک عالمِ نور ہے، وہ جہاں جہاں سے گزر گئے

یہ نگاہِ شوق کی کاوشیں، یہ طلب کی راہ نمائیاں
کہ چلے جو ڈھونڈھنے ذرہ کو مہِ کہکشاں سے گزر گئے

یہ انھیں سے پوچھئے ماجرا، ہے کھلی فضاؤں میں کیا مزا
جو چمن کی قید کو توڑ کر، حدِ گلستاں سے گزر گئے

مرے گھر کو پھونک کے دے گئے، مجھے غم ذوقِ شوق کی بجلیاں
وہ جو شعلے میرے جلانے کو، مرے آشیاں سے گزر گئے

میں کہوں تو شارقِ زار کیا، کہ مجھے خود اس کا یقیں نہیں
کہ ابھی ابھی مرے دل میں تھے وہ ابھی یہاں سے گزر گئے